السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیاانبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں،اگرزندہ ہیں توان کی زندگی کی حقیقت کتب شرع میں ہے یانہیں، نیزحدیث ((الانبیاء احیاء فی قبورہم)) بیہقی کاکیا مطلب ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

معلوم ہوناچاہیئے کہ سوال میں مذکورہ حدیث (الانبیاء احیاء) کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نےاپنے رسالہ بنام حیاۃ الانبیاء میں تین اسناد کے ساتھ مرفوعااورایک سند کے ساتھ موقوفاذکرکیا ہے اورچاروں طریق سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس جاکرختم ہوجاتے ہیں لیکن ان چاروں احادیث کی اسناد بالکل ضعیف اورناقابل احتجاج ہیں بلکہ ان کے موضوع ہونے کا قائل ہوجائے تویہ مبالغہ نہیں ہوگا ذیل میں وہ احادیث بمع اسانید ذکرکرکے ان کے رواۃ کا حال بیان کیا جاتاہے۔ملاحظہ فرمائیں!

((قال البیہقی فی رسالتہ المسماۃ بحیاۃ الانبیاء :

(۱)------((اخبرنا ابوسعید احمد بن محمد بن الخلیل الصوفی احمداللہ قال انبأ ابواحمد عبداللہ بن عدی الحافظ قال ثنا قسطنطین بن عبداللہ الرومی قال ثنا الحسن بن قال حدثنی الحسن بن قتیبۃ المدائنی ثنا المسلم بن سعید الثقفی عن الحجاج بن الاسود عن ثابت البنانی عن انس رضی اللہ عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون))

اس روایت میں دوراوی ہیں جن کے اوپر ہم نے ۱ ’۲کی تعدادلگائے ہیں ان میں سے پہلا قسطنطین بن عبداللہ الرومی ہے یہ مجہول ہے اورجہالت راوی کی جرح شدید کے باب میں سے ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی رومی شخص تھا جیسا کہ اس کے نام اورنسبت سے ظاہر ہے اوررومیوں کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی نہیں اسلام نے ان کی حکومت کوطشت ازبام کردیاروی تخت تاج سے محروم ہوگیا قیصر روم ہمیشہ کےلیے صفحہ وجود سے معدوم ہوگیا‘‘وملک قیصر فلاقیصر بعدہ’’لہذاوہ اسلام سے جوبھی دشمنی کریں وہ کم ہے لہذااس روایت کوگھڑنے میں اس کی کاروائی ہوسکتی ہے اس کے بعد حسن بن قتیبہ کانام ہے اس کے متعلق امام دارقطنی فرماتے ہیں ‘‘متروک الحدیث’’اصول حدیث کے ماہرین کوبخوبی معلوم ہے کہ متروک راوی کی روایت نہ متابعت اورنہ ہی استشہاداپش کی جاسکتی ہے کیونکہ ایساراوی شدید مجروح ہے کیونکہ متروک عموماواغلبا متہم بالکذب ہوتا ہے لہذایہ روایت ان دواسباب کی وجہ سے ناقابل استشہاد ہے لہذااسے حدیث کہنا بھی درست نہیں۔

(۲)---((قال البیہقی فی الرسالۃ السابقۃ اخبرنا الثقۃ من اہل العلم قال انبا ابوعمرو بن حمدان قال انبا ابویعلی الموصلی ثنا ابوالجہم الازرق بن علی ثنا یحی بن ابی بکر ثنا المسلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت البنانی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون۔))

اس روایت میں بھی دوراوی مجروح ہیں ایک بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کاشیخ کیونکہ وہ مبہم ہے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کااس کانام ‘‘الثقۃ من اہل العلم’’لکھنا کافی نہیں کیونکہ کوئی تلمیذمرتبہ آپنے استاذکویاشیخ کوثقہ یاقابل اعتماد سمجھتا ہے لیکن وہ مجروح اورناقابل حجت ہوتا ہے کیونکہ اسے اس کے متعلق مکمل خبرنہیں ہوتی کہ فلاں میں کوئی یہ خرابی بھی ہے اوراس خرابی یانقص یاسبب جرح کاعلم کسی دوسرے امام فن کوہوتا ہے اورچونکہ جرح خصوصامبین اورمفسر تعدیل پرمقدم ہوتی ہے لہذاممکن ہے کہ جسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ سمجھ رہے ہوں وہ مجروح شدید ہواوراس کی جرح مفسر بھی ہولہذاجب تک اس کانام بیہقی صاحب نہیں لیتے تب تک وہ مبہم کے حکم میں ہیں اورابہام کسی بھی حدیث پرصحت کاحکم لگانے سے مانع ہے ‘‘کمالایخفی علی من لہ ممارستہ والمام باصول الحدیث’’دوسرانام یحیٰ بن ابی بکر کاہے جس کاکتب رجال میں کوئی تذکرہ موجودنہیں لہٰذاایسے مجاہیل اورغیر معروف اورمبہم رواۃ پرمبنی روایت کاحال کیاہوناچاہیئے۔

ہرمنصف مزاج اوراعتدال پسند شخص خودفیصلہ کرسکتا ہے۔

(۳)---((قال البیہقی فی الرسالۃ الماضیۃ اخبرنا ابوعبداللہ الحافظ ثنا ابوحامد احمد بن علی الحسنوی املاء ثنا ابوعبداللہ محمد بن عباس الحمصی ثنا ابوالربیع الزہرانی ثنا اسماعیل بن طلحۃ بن یزید عن عبدالرحمان بن ابی لیلی عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال ان الانبیاء لایترکون فی قبورہم بعداربعین لیلۃ ولکنہم یصلون بین یدی اللہ عزوجل حتی ینفخ فی الصور۔))

اس روایت میں چارآفتیں ہیں پہلی بیہقی کے شیخ ابوعبداللہ الحافظ کااستاذابوحامداحمد بن علی الحسنوی ہے یہ متہم بالکذب راوی ہے خودامام حاکم نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ ‘‘ہوفی الجملۃ غیر محتج بحدیث’’یعنی اس راوی کی حدیث قابل احتجاج نہیں اورخطیب بغدادی فرماتے ہیں ‘‘لم یکن بثقۃ’’یعنی یہ ثقہ نہیں ہے۔یہ ‘‘صیغہ لم یکن بثقۃ یالیس بثقۃ’’شدیدجرح کے الفاظ ہیں اوراس کے متعلق امام محمد بن یوسف جرجانی فرماتے ہیں کہ ‘‘ہوکذاب’’یعنی یہ کذاب ہے یعنی یہ جھوٹی حدیثیں بنانے والاہے اسی طرح کے الفاظ اس کے متعلق مشہور محدث ابوالعباس الاصم نے بھی فرمائے ہیں بہرحال یہ راوی کذاب ہے۔

دوسری آفت ابوعبداللہ محمد بن الحمصی ہے اس کاترجمہ کہیں بھی موجودنہیں معلوم نہیں، کہاں کی آفت ہے اسی طرح ایک اورآفت اسماعیل بن طلحہ بن یزید ہے یہ بھی غیر معروف ہے اس کاترجمہ بھی ہمیں کہیں نہیں ملاہم ہماری بات چھوڑیں آج کے مشہورمحقق ناصرالدین الالبانی جوعرب کے مشہور محقق فاضل عالم ہیں اورحدیث کے علوم میں مہارت تامہ رکھتے ہیں فن رجال میں بھی کافی مہارت رکھتے ہیں وہ بھی اپنے رسالہ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ کے جزءثالث میں لکھتے ہیں کہ محمد بن عباس اوراسماعیل بن طلحہ کاعلم انہیں نہیں ہوسکا اورنہ ہی انہیں یہ معلوم ہوسکا کہ کسی محدث نے ان کاترجمہ قائم بھی کیا یانہیں اس سے اندازہ لگایاجاسکتا ہے کہ یہ دونوں

راوی کیا ہیں دونوں مجہول وغیر معروف ہیں چوتھی آفت محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی صورت میں ہے اس کے متعلق رجال کی کتب میں ہے کہ سئی الحفظ جدا یعنی اس کا حافظہ سخت بگڑ چکا تھا۔ بہر حال ان آفات میں سے ہر کوئی اپنی مثال آپ ہے ایک آفت بھی اس روایت کے ساقط الاعتبار ہونے کے لیے کافی ہے چہ جائیکہ ایک 'و' کے بجائے ایک جگہ پر چار جمع ہوجائیں تو اس روایت کا کیا حال ہوگا خود فیصلہ کریں۔ واللہ الھادی الی سواء الصراط_

(٤)۔۔۔چوتھی روایت موقوف ہے۔ قال البیھقی فی الرسالۃ المذکورۃ: ((أخبرنا ابو عثمان الإمام رحمہ اللہ أنبا زاہر بن احمد أنبا ابوجعفر محمد بن معاذ المالینی ثنا الحسین بن الحسن ثناء مومل ثنا عبداللہ بن ابی حمید (واسم ابی حمید غالب) الہذلی عن ابن الملیح عن انس بن مالک الانبیاء فی قبورہم احیاء یصلون۔))

یہ موقوف روایت بھی بالکل ناقابل توجہ ہے کیونکہ اس میں تین راوی مجروح ہیں پہلا راوی ابوجعفر محمد بن معاذ المالینی غیر معروف ہے اس کا ترجمہ کہیں نہیں ملا۔

دوسرا راوی مؤمل ہے یہ ابن عبدالرحمن بن العباس ابن عبداللہ بن عثمان بن

ابی العاص ثقفی ہے اور بصری ہے اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ ضعیف یعنی یہ راوی ضعیف ہے۔

تیسرا راوی عبیداللہ بن ابن حمید الہذالی ہے اس کے متعلق حافظ صاحب تقریب میں فرماتے ہیں کہ ''ابوالخطاب البصری متروک الحدیث'' یعنی یہ تیسرا راوی پہلے دو راویوں سے بھی گیا گزرا ہے بہر حال اس روایت کے چار طرق امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں ذکر فرمائے ہیں جن کا حال آپ نے بخوبی ذہن نشین کرلیا ہوگا یعنی یہ روایت قطعاً قابل اعتبار اور قابل احتجاج نہیں رہی باقی رہا یہ مسئلہ کہ انبیاء علیہم السلام عالم برزخ میں ہیں یا نہیں تو اس کے متعلق یہ گزارش ہے کہ جب نص قرآنی کے مطابق شہداء زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام شہداء کے بھی سردار ہیں کس طرح زندہ نہ ہوں گے یقیناً زندہ ہیں لیکن اس زندگی اور اس دنیا والی زندگی میں عظیم تفاوت اور بڑا فرق ہے۔ ان کے زندہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہ نکالا جائے کہ انہیں دنیوی زندگی حاصل ہے اور اس دنیا کی طرح لذتوں سے متمتع بھی ہوتے رہتے ہیں جس طرح کچھ جاہلوں کا خیال ہے بلکہ یہ دنیوی زندگی یقیناً ان انبیاء علیہم السلام کی وفات اور شہداء کی شہادت پر ختم ہوگئی اس پر عقل ونقل اور حس ومشاہدہ شاہد ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱ِنکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُم مَّیِّتُونَ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِين مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ الایۃ

بہر حال کتاب وسنت، حس ومشاہدہ اس پر دال ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء اس دنیا سے تو کوچ کر گئے ہیں اور ان پر موت واقع ہو چکی ہے اور ان کی دنیاوی زندگی ختم ہو چکی ہے یہی سبب ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ کی عمر مبارک ٦٣ سال تھی ورنہ اگر دنیوی زندگی ختم نہ ہوئی ہوتی تو آج کل آپ کی عمر مبارک چودہ سو سال سے بھی متجاوز ہوتی۔

((وہذا ظاہر وباہر لا یحترمیتدیٰ فضلا عن عالم))

بہر حال جب دنیوی زندگی اختتام پذیر ہوئی تو پھر آپ کو کونسی زندگی حاصل ہے اس کے متعلق قرآن کریم ہی رہنمائی کرتا ہے کہ:

بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

یعنی انہیں ایسی زندگی حاصل ہے جس کا شعور واحساس تمہیں نہیں ہو سکتا، دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا کہ:

بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (آل عمران)

یعنی وہ زندہ ہیں اس عالم میں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں انہیں رزق دیا جاتا ہے نہ کہ اس دنیا میں ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہونے کا احساس ہمیں نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم صرف اس محسوس زندگی کا ہی شعور واحساس رکھتے ہیں باقی دیگر معاملات اور جو عالم ہماری حواس سے ماوراء ہے اسے سمجھنا اور اس کا احساس رکھنے کے متعلق قدرت کی طرف سے ہمیں کوئی بی آلہ یا وسیلہ ذریعہ نہیں ملا ہے مطلب کہ انہیں زندگی تو حاصل ہے اور بوجہ اتم حاصل ہے لیکن اس عالم میں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ کہ اس دنیا میں بس اس کے متعلق اتنا ہی کلام کیا جا سکتا ہے مزید کچھ کہنا حد سے متجاوز ہونا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے کام سے محفوظ رکھے آمین!

عقلمند کے لیے اتنا ہی کافی وشافی ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب